120386 ـ دوسری بیوی کا اپنے خاوند کے متعلق شکوی اور اس کا شرعی حکم

سوال

ایك سے زائد بیویوں کے مابین عدل کا معیار کیا ہے، میں نے اپنے خاوند سے ملازمہ رکھنے کا مطالبہ کیا ہے کیونکہ میں گھریلو کام کاج اور اولاد کی دیکھ بھال نہیں کر سکتی، خاوند نے اس کی ایك شرط پر موافقت کی کہ خادمہ ایك دن میرے گھر میں اور دوسرے دن میری سوکن کے گھر میں ہو گی، یہ علم میں رہے کہ میرا گھر بڑا ہے اور میرے بچے بھی اس سے زیادہ ہیں، اور اس کے برعکس اس کا گھر بھی چھوٹا اور بچے بھی کم اس لیے کہ وہ دوسری بیوی ہے، جب میں خاوند سے کوئی چیز مانگتی ہوں تو وہ دوسری بیوی کے لیے وہی چیز لاتا ہے، کچھ ایام قبل میں نے اس سے قسم کا کفارہ ادا کرنے کا کہا، اور اس نے ادا تو کر دیا لیکن بعد میں اس نے مجھے سے رقم واپس مانگی اس لیے کہ اس کا خیال تھا کہ یہ چیز میرے ساتھ خاص ہے اور مجھے خود اپنے مال سے ادا کرنا چاہیے.
اور یہ معلوم ہونا چاہیے کہ میرے اخراجات ایك ہزار ریال سے زائد نہیں جن میں لباس اور میك اپ کا سامان اور موبائل کا بل اور تحفہ تحائف شامل ہیں، لہذا ان امور میں عدل کیا ہے میں نفسیاتی طور پر بہت پریشان ہوں، وہ شخص عدل کرنا چاہتا ہے اللہ اسے میری جانب سے ساری جزائے خیر عطا فرمائے لیکن میرے خیال میں وہ مجھ پر سختی کر رہا ہے.
مجھے بتائیں کہ عدل کا صحیح طریقہ کیا ہے تا کہ ہر بیوی اپنا حق حاصل کر سکے، اور یہ محسوس نہ کرے کہ اس پر ظلم ہو رہا ہے، اور آخری بات یہ کہ: کیا ایك سے زائد شادیاں کرنے والا خاوند عدل کو دیکھےگا یا کہ جس کی صرف ایك ہی شادی ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

ایك سے زائد بیویاں رکھنے والے شخص پر جو عدل کرنا واجب ہے وہ یہ کہ: اپنی بیویوں کے خرچ میں عدل کرے، اور رات بسر کرنے میں، اور رہائش میں اور لباس میں، ان تینوں اشیاء کی تفصیل آپ کو سوال نمبر (10091) کے جواب میں ملے گی اس کا مطالعہ ضرور کریں.

اور ہدیہ و تحفہ میں بیویوں کے مابین برابری کرنا لازم نہیں، جیسا کہ سوال نمبر (13268) کے جواب میں بیان ہو چکا ہے، اگرچہ افضل یہی ہے کہ وہ اس میں بھی بیویوں کے مابین برابری کرنے کی کوشش کرے، اور یہی بہتر ہے

تا کہ اس کی بیویوں کے مابین ان کی غیرت کی بنا پر غلط اثرات نہ پڑیں.

دوم:

گھر کے لیے ملازمہ کے بارہ میں عرض یہ ہے کہ:

1 - خادمات یعنی گھریلو ملازمات کو ان کے ملك سے لانے کے متعلق ہم تفصیل کے ساتھ کلام کر چکے ہیں، اور ان ممنوعہ اشیاء کے متعلق بھی کھل کر بات ہوئی ہے جو ملازمات کی وجہ سے گھروں میں پیدا ہوتی ہیں اور گھر والے اس میں پڑتے ہیں اس کی تفصیل آپ کو سوال نمبر (26282) کے جواب میں ملے گی لہذا اس کی اہمیت کی خاطر آپ مطالعہ ضرور کریں.

2 - اگر گھر میں ملازمہ کی موجودگی سے کوئی شرعی ممانعت نہ پائی جاتی ہو تو پھر آپ کے خاوند نے جو کیا ہے کہ ایك دن آپ کے گھر میں اور ایك دن آپ کی سوکن کے گھر میں کام کریگی اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن خاوند کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ جس بیوی کے پاس اولاد زیادہ ہے اس کے اخراجات اس بیوی کی طرح نہیں جس کی اولاد کم ہے، یا پھر جس کی اولاد کوئی نہیں، اور خادمہ کے متعلق بھی اسے یہی چیز کا خیال کرنا چاہیے، ایك گھر بڑا ہونے اور اس میں کام زیادہ ہونے میں دونوں گھروں میں ملازمہ کے کام کی تقسیم عدل نہیں جس کے متعلق خاوند کا خیال ہے کہ اس نے عدل کر لیا ہے بلکہ اسے ان امور کا خیال کرنا چاہیے، ہو سکتا ہے ایك بیوی بالکل ہی ملازمہ کی محتاج نہ ہو، اس میں فرق پایا جاتا ہے کہ ایك گھر میں ملازمہ کا کام کرنا ضروریات میں یا شدید حاجت ہو، اور دوسری گھر میں ملازمہ کا کام کرنا کمال میں شامل ہوتا ہو! اس لیے خاوندوں کو اس کا بھی خیال کرنا چاہیے اور گھر کے کام کاج میں معاونت کرنی چاہیے، اور اسی طرح ان پر یہ بھی واجب ہے کہ وہ گھر کے افراد کی تعداد کو بھی مد نظر رکھ کر اخراجات کی تقسیم کریں کہ ان کی ضروریات زیادہ ہیں اور جس کے افراد کم ہیں ان کی ضروریات بھی کم.

سوم:

قسم کا کفارہ مال کی شکل میں فقراء کو ادا نہیں کیا جا سکتا، بلکہ اس کو غلہ اور کھانا کی شکل میں ادا کرنا واجب ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اللہ تعالی تمہاری لغو قسموں کا مؤاخذہ نہیں کرتا، لیکن مؤاخذہ اس پر کرتا ہے کہ تم جن قسموں کو مضبوط کرو، اس کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو اوسط درجہ کا کھانا دینا جو اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو، یا ان کو کپڑا دینا، یا ایك غلام یا لونڈی آزاد کرنا، جس کو اس کی طاقت نہ ہو وہ تین روزے رکھے یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب کہ تم قسم اٹھاؤ اور اپنی قسموں کا خیال رکھو! اسی طرح اللہ تعالی تمہارے واسطے اپنے احکام بیان کرتا ہے تا

كہ تم شكر كرو المآئدة (89).

اس كى تفصيل آپ كو سوال نمبر (45676) كے جواب ميں ملے گى اس كا مطالعہ كريں.

خاوند كى بات سچى ہے كہ قسم كا كفارہ آپ كو اپنے خاص مال سے ادا كرنا ہے، اور يہ ظاہر نہيں ہوتا كہ آپ كا اپنے ان اخراجات ميں سے كفارہ ادا كرنا جو اس نے آپ كے ليے محدد كر ركھے ہيں آپ كى حق تلفى ہے، يا آپ پر كوئى تشديد اور سختى ہے، اور اس ذہين خاوند نے مقتضى حال كو ديكھنا ايك اہم چيز ہے اس نے تمہارے حال كى قدر كى اور اس كا خيال ركھا ہے جو آپ كے حال كے ليے صحيح اور اصلاح كے ليے ہے.

ليكن اس كا يہ معنى نہيں كہ خاوند كے ليے آپ كى جانب سے كفارہ كا كھانا دينا جائز نہيں، اور اگر وہ ايسا كرتا ہے تو ظلم شمار ہو گا! بلكہ يہ اس كى فہم كا خلل ہے كہ ايسا كرنا بيويوں كے عدل كے منافى ہے، اور بلاشك و شبہ آپ كى جانب سے قسم كے كفارہ ميں كھانا كھلانا حسن معاشرت ميں شامل ہوتا ہے، اور اس سے دوسرى بيوى كو بھى اسى طرح دينا لازم نہيں آتا كہ جتنا تمہارے ليے خرچ كيا ہے اتنا ہى اسے بھى دے.

كسى بھى اہل علم نے يہ نہيں كہا، اور نہ ہى سلف رحمہ اللہ ميں سے جس نے بھى ايك سے زائد بيوياں ركھيں ان ميں سے كسى ايك سے يہ معروف ہے.

چہارم:

عدل واجب كو مقرر كرنے كا مرجع ايك سے زائد ركھنے والا خاوند نہيں اور نہ ہى جس كى ايك بيوى ہے وہ اس كو مقرر كر سكتا ہے ، بلكہ اس كو تو شريعت نے مقرر كرنا ہے اور كتاب و سنت كى نصوص ہى خاوند پر لازم كرتى ہيں كہ جو شريعت نے خاوند پر مقرر كيا ہے وہ اس كى ادائيگى كرے.

اور نہ ہى صرف لوگوں كے حكم كى بنا پر خاوند كا اپنى بيويوں ميں عدل كرنا ثابت ہو گا، بلكہ خاوند جو بالفعل عمل كرتا ہے اس سے پتہ چلےگا كہ وہ كتنا عدل كر رہا ہے، كيونكہ كچھ امور ايسے ہيں جو لوگوں سے پوشيدہ ہيں جن كا ظاہر ظلم معلوم ہوتا ہے ليكن اس كى حقيقت عدل ہے، اور اسى طرح اس كے برعكس بھى، اس ليے ممكن ہے كہ لوگوں كے ليے اس خاوند كا عدل ظاہر ہوتا ہو ليكن حقيقت ميں سب سے بڑا ظالم ہو.

آخر ميں ہم خاوند كو يہ نصيحت كرتے ہيں كہ وہ بيويوں ميں شريعت كے مطابق واجب كردہ عدل بجا لائے، اور دونوں گھروں كو چلانے ميں حكمت سے كام لے، اور ہر حقدار كو اس كا حق ادا كرے، اور دونوں گھروں ميں جو فرق اور اختلاف ہے اس كو مدنظر ركھے، اگر ايك گھر ميں اس كى اولاد ہے اور دوسرے گھر ميں اس طرح نہيں تو يہ ان كى ديكھ بھال اور اخراجات اور تربيت و خدمت كى مستوجب ہے، جو دوسرى بيوى پر ظلم نہ ہو اور اس سے ايك سے زائد بيوياں ركھنے كا شرعى مقصد بھى پورا ہو جائے.

اسی طرح - میری سائل بہن - آپ کو بھی چاہیے کہ اپنے خاوند کے ساتھ نرمی کا رویہ اختیار کریں، اور اس کے ساتھ معاملات کرنے میں احسن اسلوب اختیار کریں، اور آپ کو غیرت اس پر مت ابھارے کہ سارے امور و معاملات میں باریك بینی کے ساتھ محاسبہ کرنا شروع کر دیں؛ کیونکہ یہ سب کچھ خاوند کے لیے پریشانی کا باعث بنےگا، اور اس گھر میں رہنے کی ناپسندیدگی پیدا کریگا جس گھر میں جا کر اسے سردرد ہونا شروع ہو جائے! خاص کر جبکہ آپ کے خاوند کا ظاہر دین و اصلاح والا معلوم ہوتا ہے، اور وہ خیر و بھلائی کی حرص رکھنے والا ہے، اس لیے آپ خیر و بھلائی میں اس کی معاون بن کر رہیں نہ کہ شیطان کی معاون بنیں.

اس کا یہ معنی نہیں کہ آپ اپنا حق بھی چھوڑ دیں، بلکہ آپ کا حق تو شرعی طور پر مکفول ہے، لیکن آپ حق طلب کرنے میں احسان کو مت بھولیں، اور حق لینے میں معافی اختیار کریں اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

﴿ اور احسان کرو یقینا اللہ تعالی احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے ﴾البقرة (195).

اور ایك مقام پر ارشاد باری تعالی ہے:

﴿ اور تم معاف کر دو، یہ تقوی کے زیادہ قریب ہے، اور آپس میں فضل کو مت بھولو، یقینا اللہ تعالی دیکھنے والا ہے جو تم عمل کر رہے ہو ﴾البقرة (237).

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اللہ تعالی اس شخص پر رحم کرے جو آسانی کرتا ہے جب فروخت کرتا ہے، اور جب خریدتا ہے، اور جب اپنا حق طلب کرتا ہے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (2076).

اللہ تعالی سے ہماری دعا ہے کہ وہ آپ کو خیر و بھلائی پر جمع رکھے، اور آپ کو اپنی رضامندی کے کام کرنے کی توفیق نصیب فرمائے.

واللہ اعلم .